شذرات

گزشتہ سے پیوستہ

یہ سب چیزیں قدرتی ہیں۔ سوسائٹی میں اس قسم کے جو انقلاب آتے ہیں۔ ان کو کسی آدمی کی بناوٹی چیز سمجھنا غلط ہے اگر وہ انقلاب ہے تو اس نے سوسائٹی میں حقانیت کو واضح کر دیا ہے اور سچ کو نمایاں کر دیا ہے وہ واقعی انقلاب اور خدا کا کام ہے۔ اس مثال کی توضیح کے لیے دوسری مثال بتلادی کہ سونا چاندی پگھلانے میں جھاگ آجاتی ہے تو زمین پر جو چیز ہو گی اگرچہ وہ صحیح ہو مگر ایک زمانہ میں اس کے ساتھ غلط چیز ضرور ملے گی۔ اس کو اہل حکمت کی زبان میں نیکی کہتے ہیں جیسے وہ اچھا لڑکا اس کا یہ مطلب ہے کہ وہ لڑکا اچھا ہے مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس میں برائی نہیں ہے کیونکہ ہر ایک چیز میں کسی حد تک برائی ضروری ہے تو اچھا لڑکا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اس کی نیکی کی صفت برائی پر غالب ہے اس کو نہ سمجھنے کے باعث انسانی سوسائٹی بہت سی غلطیوں میں مبتلا رہتی ہے۔ اب نبوت کا مسئلہ ہے، اس کا یہ مطلب ہے کہ سوسائٹی کی موجودہ حالت کو نبوت اچھا کر دیگی یہ نہیں کہ سوسائٹی سے سب برائی دور کر دے گی اور وہاں صرف نیکی ہی رہ جائے گی اور یہ ممکن نہیں ہے اس حقیقت کو نہ سمجھنے کا یہ نتیجہ ہے کہ مسلمان سمجھ رہے ہیں کہ ایک دن مہدی آئے گا اور اس وقت تمام دنیا مسلمان ہو جائے اس واسطے اس خیال کے ماتحت وہ بیکار ہو گئے ہیں اور ہاتھ پہ ہاتھ دھر کے بیٹھے ہوئے ہیں یہ قطعاً غلط بات ہے اور یہ کبھی ہو ہی نہیں سکتا کہ ساری دنیا مسلمان ہو جائے۔

قریش میں ایک شبہ پیدا ہوا تھا اس کا اس جگہ صرف ازالہ مقصود ہے قریش سمجھ رہے تھے کہ ہم سوسائٹی میں رہتے ہیں اور اپنے دنیاوی کاموں کو جیسے کچھ بھی ہیں ہم پہلے بری طرح سے چلا رہے ہیں اب یہ نبی آیا ہے ہمیں خیال تھا کہ ہمیں اعلیٰ حالت میں پہنچا دے گا مگر حالت یہ ہو گئی ہے کہ ہم میں جو تھوڑا بہت اتفاق تھا اس نبی نے وہ دور کر دیا ہے اور دو گروہ پیدا ہو گئے بھائی بھائی کا دشمن بن گیا اس واسطے قریش کو قدرتی مشاہدوں سے بتلایا جاتا ہے کہ جب زمین میں بارش ہوتی ہے تو اس برسات کے پانی میں گدلاپن ضرور

آتا ہے تم اس سے مت گھبراؤ بلکہ آگے نتیجہ دیکھو گے کہ کس قدر شاندار کام ہوتا ہے سمجھ دار طبقہ دنیا میں بہت جلد ترقی کرے گا نمبر ۱۱ للذین استجابوا لربھم اب دیکھنا یہ ہے کہ آنحضرتؐ کی بات کو کون سا طبقہ مانتا ہے سمجھ دار یا نا سمجھ اگر اول ہے تو یہ شاندار کام ہے جس کی طرف سمجھ دار طبقہ توجہ دے رہا ہے ۔ جن لوگوں نے اللہ کا پیغام قبول کرلیا اور جواب دیا کہ ہم اس کام کے لیے آمادہ ہیں اس کا نتیجہ اچھا رہے گا ۔ پس اس پر قیاس کرلو اور کسی اجنبی آدمی کو بتلاؤ کہ اس طرح کے سمجھ دار آدمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کو مانتے ہیں وہ فوراً کہہ دے گا کہ ہر اچھا آدمی سمجھ دار آدمی کی اس بات کو قبول کرے گا ۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو مکہ میں چونکہ لوگ تنگ کر رہے تھے اس وجہ سے آپ کا ہجرت کا ارادہ تھا اگرچہ ابھی ہجرت کی اجازت نہیں ہوئی تھی آپ اسی ارادہ سے حرم سے باہر نکلے تو ابن الدغنہ ایک امیر مدنی شیخ آپ کو ملا اور پوچھا کہ جناب آپ کہاں جا رہے ہیں ۔ حضرت صدیق نے کہا قوم مجھے تنگ کرتی ہے اس واسطے یہاں سے جا رہا ہوں ۔ اس نے کہا تیرے جیسے شریف آدمی تو نہ کیسے باہر جا سکتے ہیں تجھ میں تو یہ خوبیاں ہیں تو قوم کا کام کرتا ہے واپس چلو میں تمہارا ضامن ہوں تو اس نے صدیق کو واپس لاکر قریش سے بات چیت کی قریش نے ابن الدغنہ کی شرط اس شرط پر مان لی کہ ابوبکرؓ گھر میں قرآن پڑھے ۔ ابوبکرؓ نے اس وقت یہ شرط مان لی چند دن کے بعد گھر سے باہر میدان میں مسجد بنا کر وہاں نماز پڑھنے لگا تو قریش نے ابو دغنہ کو بلایا اس سے شرط پوری کرنے کے متعلق کہا ۔ صدیق نے کہا تیری ضمانت تجھ کو واپس دیتا ہوں میں اللہ کی ضمانت میں ہوں ۔

نمبر ۲۔ افمن یعلم انما انزل الیک جو کچھ وحی کیا جاتا ہے اسے ایک آدمی تو صحیح مانتا ہے اور سمجھتا ہے کہ وحی کے ذریعہ جو کچھ کہا گیا ہے پورا ہو کر رہے گا اور دوسرا جو اسے نہیں سمجھتا وہ اندھے پن سے کہتا ہے کہ یہ غلط ہے ۔ غرض یہ دونوں آدمی الگ الگ عقائد کے ہیں انما یتذکر اولوا الالباب ۔ اولوا الالباب کا ترجمہ یہ ہے کہ ترقی کی جماعت جو سوچ سمجھ کے بعد ترقی کا راستہ اختیار کرتی ہے اور تنزل سے بچتی ہے اور دوسرے مسلمانوں کو تنزل سے بچاتی ہے ۔ الغرض قریش کے دو حصے ہو گئے ایک حصہ عقلمند وہ غور و خوض کے بعد یقین کرتا ہے جو کچھ نازل کیا گیا ہے اور دوسرا حصہ سوچتا ہی نہیں وہ اندھا ہے تاریخی عزت و عظمت یا مستقبل کے لیے جو امیدیں بتلائی جاتی ہیں وہ صرف اس حصہ کے متعلق ہیں جنھیں اولوا الالباب کہا گیا ہے حضرت یوسف علیہ السلام کے قصہ پر قیاس کرنا چاہیئے کہ حضرت یعقوبؑ

اور حضرت یوسفؑ تم کو یقین ہے کہ بنی اسرائیل کی ترقی جو خواب میں دکھلائی گئی ہے وہ پوری ہو کر رہے گی حضرت یوسف کے بھائی برخلاف ہیں اور انھیں یقینا نہیں ہوتا کہ اگر یوسف علیہ السلام ایسا کریگا بالآخر یوسف علیہ السلام اور بن یامین کی بات دوسروں کو ماننا پڑی۔ اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے متعلق دیکھنا یہ چاہیئے کہ جس دن آپ کو جو خواب (الہام) آیا اور آپ نے اس کی بنا پر قریش کو دعوت دی تو اس دعوت کی طرف کون سے طبقے نے توجہ کی۔ قریش کا سمجھدار طبقہ آپ کی طرف متوجہ ہوا قریش کی عورتوں میں سے حضرت خدیجۃ الکبریٰ اور مردوں میں سے حضرت ابوبکرؓ، عثمانؓ اور دوسرے سمجھدار لوگ لوگ، غرض ہر خاندان سے فرداً فرداً سمجھدار لوگ مسلمان ہو گئے۔ آنحضرتؐ کے الہام کے بجائے خواب کا لفظ اس واسطے استعمال کیا گیا ہے تاکہ عوام میں جو الہام کو نہیں سمجھتے تھے انھیں سمجھنے میں آسانی ہو، ہم لوگ الہام کو نہیں سمجھتے ہیں مگر الہام کی باتیں خواب میں دیکھتے ہیں۔ قوم میں جب دو حصے قائم ہو گئے، ایک فہم والا اور دوسرا بے سمجھ، ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ دنیا میں جس قدر تبدیلی ہو رہی ہے اور انقلاب ہو رہے ہیں۔ اس پر جو طبقہ غور نہیں کرتا وہ بے سمجھ ہے اگرچہ ایک زمانہ میں وہ اچھی باتیں سوچ چکا تھا اور اچھے کام کر چکا ہے اور گذشتہ ان اچھے کاموں کے باعث اس کی اب عزت ہے مگر اس عزت کو قائم رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ دنیا میں جس طرح تبدیلی ہو رہی ہے اس کے موافق سوچتا چلا جائے اور اگر کوئی سوچنے والا ایک درجہ پر پہنچ کر رک جائے اور آگے سوچنے سے انکار کرے تو یہ انسانیت کا بڑا حصہ وہی کہلاتا ہے۔ حجاز میں ایک تبدیلی ہو رہی ہے وہاں ایک طبقہ عیسائی ہو کر قسطنطنیہ کے قیصر سے مل کر حجاز کو اس کا ایک صوبہ بنا دیں۔ اس حالت میں نتیجہ کیا ہوگا قوم کی آزادی ختم ہو جائے گی۔